تقریر بابت سیرتِ رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مربی اعظم

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا (الاحزاب:22)

یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

سلام اُن پر، درود اُن پر، زباں پہ آیا ہے نام جن کا
مرے تخیّل کی رفعتوں سے بلند تر ہے مقام جن کا
ہمارے دل کا تو پوچھنا کیا، اُنہی کا قائل اُنہی پہ مائل!
بلند رُتبہ ہے بادشاہوں سے ایک ادنیٰ غلام جن کا

معزز سامعین! مجھے آج اپنے بہت ہی پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مربی اعظم عنوان پر تقریر کرنے کی سعادت مل رہی ہے۔

قبل اِس کے کہ مَیں آپؐ کے مربّی ہونے پر دلائل دوں۔ آپؐ کے تربیت کے انداز اور طریق پر بات کروں۔ مربّی لفظ کے معانی بیان کرنے ضروری معلوم ہوتے ہیں۔ مُربّی کا لفظ ربّ سے لیا گیا ہے جس کے معانی پالنے اور پرورش کرنے کے ہیں۔ لغات میں مربّی کے معانی میں مالی اور باغبان جو درخت کی کانٹ چھانٹ کرتا، پودے کو گوڈی کرکے اسے خوبصورت بناتا اور کیڑے مکوڑوں سے محفوظ بناتا ہے۔ انگریزی میں اس کے لئے Cultivation کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ تربیت کے معنوں میں Breeding بھی لکھا ہے۔ جس طرح ماں، بچے کو دودھ پلاتی یا غذا دیتے وقت پیار کی نظر سے دیکھتی ہے اور دل کی گہرائیوں سے اُن کے لئے دُعا کرتی ہے۔ تربیت کے معنوں میں Nursing بھی درج ہے۔ یعنی دیکھ بھال۔ تربیت کے ایک معنی تھپکی دینے کے بھی ہیں یعنی حوصلہ افزائی۔ تربیت کے ایک معنی Training کے ہیں۔ لغات میں لکھا ہے کہ یہ Train سے مشتق ہے۔ جس طرح انجن اپنے ساتھ تمام ڈبوں کو لے کر چلتا ہے اور اُن کو روشن بھی کرتا ہے یہ تمام معانی روحانی معنوں میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔

سامعین! ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم عرب کی ایک ایسی اَن پڑھ قوم میں مبعوث کئے گئے، جو گمراہی میں اپنی مثال آپ تھی۔ آپؐ نے اپنے حُسنِ اخلاق، محبت وشفقت اور دعاؤں سے ان بدوؤں کی ایسے اعلیٰ درجے کی تربیت فرمائی اور ان کے سینہ ودل کو ایسا منور کیا کہ وہ آسمان روحانیت کے روشن ستارے بن گئے۔ یہ کرامت دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسنِ کردار اور پاکیزہ عملی نمونہ کی مرہون منت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ شریف میں آپؐ کے اس کردار کے بارہ میں فرمایا ہے: وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (حم سجدہ:34) یعنی اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور اپنے ایمان کے مطابق عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مَیں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اس آیت کے مصداق حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ آپؐ کی ذات ایسی ہے جسے قرآن کریم میں ایک جگہ جماعت مومنین کے لئے بہترین نمونہ قرار دیا گیا، جیسے فرمایا کہ تمہارے لئے (ان لوگوں کے لیے) جو اللہ اور آخری دن سے ملنے کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں، اللہ کے ذکر میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ (جس کی انہیں پیروی کرنی چاہیے)۔

سامعین! آئیں دیکھیں کہ آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سے انداز اپنا کر صحابہؓ کی تربیت فرمائی۔ تربیت کا ایک بنیادی اصول قرآن شریف نے قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا (تحریم:7) میں بیان فرمایا ہے کہ دوزخ کی آگ سے بچنے کے لئے سب سے پہلے اپنے اہل خانہ کو پیغام دیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشادِ خداوندی کی تعمیل میں گھر سے تربیت کا سلسلہ شروع کیا اور اپنا عملی نمونہ پیش کر کے اپنے اہل خانہ کی تربیت فرمائی۔ قرآن شریف کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کو یہ نصیحت فرماتے تھے کہ اے نبیؐ کی بیویو! اگر تم اپنے مقام کو سمجھو تو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ بات چبا کر (یعنی نازونخرے کے ساتھ) نہ کیا کرو تا ایسا نہ ہو کہ جس کے دل میں مرض ہے وہ تمہارے متعلق کوئی بد ارادہ کرے اور ہمیشہ لوگوں کو نیک باتیں کہا کرو اور گھروں میں بیٹھی رہا کرو اور پُرانے زمانے کی جاہلیت (کے طریقوں) کی طرح اپنی زینت (غیر مردوں پر) ظاہر نہ کیا کرو اور نماز کو (باشرائط) ادا کیا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو۔ اے اہل بیت! اللہ تم میں سے ہر قسم کی گندگی دور کرنا اور تم کو کامل طور پر پاک کرنا چاہتا ہے اور جو کچھ تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتوں اور حکمت کی باتوں کی تلاوت کی جاتی ہے، اس کو یاد رکھو۔ اللہ بہت مہربانی کرنے والا (اور) خبر رکھنے والا ہے۔ (الاحزاب:33 تا 35)

نماز تہجد میں باقاعدگی کے لئے آپؐ ازواج مطہرات کو بیدار کر کے نوافل ادا کرنے کی تلقین فرماتے۔ ایک دفعہ درد انگیز تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

"سبحان اللہ! آج رات کتنے فتنوں کی خبریں نازل کی گئی ہیں اور کتنے ہی خزانے اتارے گئے ہیں۔ ان حجروں میں سونے والی بیبیوں کو جگاؤ اور بتاؤ کہ کتنی ہی عورتیں دنیا میں بظاہر خوش پوش ہیں مگر قیامت کے دن وہ حقیقی لباس سے عاری ہوں گی جو تقویٰ کا لباس ہے۔"

(بخاری کتاب العلم باب العلم والعظۃ باللیل)

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو حضرت علی اور حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہ عنہما کے گھر تشریف لے گئے اور تہجد کے لیے بیدار کیا۔ پھر آپؐ اپنے گھر تشریف لے آئے اور کچھ دیر نوافل ادا کئے۔ جب اٹھنے کی کوئی آواز محسوس نہ کی تو حضرت علیؓ کے گھر دوبارہ تشریف لائے اور جگا کر فرمایا: "اٹھو اور نماز پڑھو!"۔ بلکہ لکھا ہے کہ آپؐ چھ ماہ تک فجر کی نماز کے وقت حضرت فاطمہؓ کے دروازے کے پاس سے گزرتے ہوئے فرماتے رہے کہ "اے اہل بیت! نماز کا وقت ہو گیا ہے اور سورۃ احزاب کی آیت 33 اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا کہ اے اہل بیت! اللہ تم میں سے ہر قسم کی گندگی دور کرنا اور تم کو کامل طور پر پاک کرنا چاہتا ہے، پڑھتے"

(ترمذی کتاب التفسیر باب سورۃ الاحزاب)

سامعین! حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تربیت کے سلسلہ میں قرآنی اسلوب ہمیشہ یاد رکھتے تھے اور فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى (اعلیٰ:10) یعنی تم بار بار نصیحت کرو، نصیحت کرنا (ہمیشہ دنیا میں) مفید ہوتا رہا ہے، کے حکم کے تابع بعض اہم نصائح کا تکرار فرماتے، بالخصوص تقویٰ کی نصیحت کی یاد دہانی کرواتے وقت۔ جیسے اِتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ... (الحشر:19)... یعنی اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور چاہیئے کہ ہر جان اس بات پر نظر رکھے کہ اس نے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے... کی کثرت سے تلاوت کرنے کا ذکر ہے، جس میں تقویٰ کے ساتھ محاسبہ نفس اور مسابقت فی الخیرات کے مضمون کی طرف بھی اشارہ ہے۔

(مسند احمد)

تربیت کا ایک نہایت عمدہ طریق محاسبہ نفس اور مسابقت فی الخیرات ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ایک روز آپؐ نے نمازِ فجر پر صحابہ سے پوچھا کہ آج مسکین کو کھانا کس نے کھلایا؟۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ حضور! مَیں مسجد میں آیا تو ایک محتاج کو دیکھا۔ مَیں نے اپنے بچے عبد الرحمانؓ کے ہاتھ سے روٹی کا ٹکڑا لے کر اس مسکین کو دے دیا۔ پھر آپؐ نے پوچھا کہ آج اپنے کسی بھائی کی عیادت کسی نے کی ہے؟۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ: مجھے اپنے بھائی عبد الرحمان بن عوفؓ کی بیماری کی اطلاع ملی تھی، آج نماز پر آتے ہوئے مَیں ان کے گھر سے ہو کر ان کا حال پوچھتے ہوئے آیا ہوں۔ آپؐ نے پوچھا: آج (نفلی) روزہ کس نے رکھا ہے؟۔ حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ: وہ روزے سے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے یہ سب نیکیاں ایک دن میں جمع کیں اس پر جنت واجب ہو گئی۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ سنا تو مسابقت کی روح نے جوش مارا اور کہنے لگے کہ: خوش نصیب وہ جو جنت کو پا گئے۔ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا دعائیہ جملہ حضرت عمرؓ کے حق میں بھی فرمایا کہ حضرت عمرؓ کا دل اس سے راضی ہو گیا۔ آپؐ نے دعا کی: "اللہ عمر پر رحم کرے، جب بھی وہ کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے ابو بکرؓ اس سے سبقت لے جاتا ہے" (مجمع الزوائد جلد 3 صفحہ 164 مطبوعہ بیروت)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی تربیت اور اُن کی اعلیٰ روحانی ترقی کی خاطر بیعت کے وقت بھی ان سے نیک باتوں میں اطاعت اور بُری باتوں سے بچنے کا عہد لیتے جیسے ”اللہ کے ساتھ کسی شریک نہ ٹھہراؤ گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولادوں کو قتل نہ کرو گے اور ایسے بہتان نہ تراشو گے جو اپنے سامنے گھڑ لو اور معروف باتوں میں نافرمانی نہ کرو گے۔ پس جو کوئی تم میں سے اس عہد بیعت کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ کے پاس ہے۔“

(بخاری کتاب الایمان باب 9)

سامعین! حضرت مربّی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا تربیت کرنے کا بڑا اہم گُر دلی محبت کے ساتھ تربیت کرنا تھا اور آپؐ نے دنیا کے دل محبت اور احسان کے ساتھ جیتے۔ حضرت طلحہؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: ”اہل نجد سے ایک شخص آیا، جس کے سر کے بال پراگندہ سے تھے۔ اس نے دور سے ہی بولنا شروع کر دیا۔ اس کی آواز کی گونج سنائی دے رہی تھی مگر گفتگو سمجھ نہیں آ رہی تھی، یہاں تک کہ وہ قریب آیا اور اسلام کے بارہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال تحمّل اور نرمی سے جوابات دیئے اور اسے بتایا کہ: ”ایک دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں“۔ اس نے پوچھا: ”کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ فرض ہے؟“ آپؐ نے فرمایا: ”نہیں سوائے اس کے تو از خود بطور نفل کچھ عبادت کرنا چاہے“ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دوسرے سوال پر بتایا کہ: ”رمضان کے روزے اس پر فرض ہیں“۔ وہ پوچھنے لگا: ”کیا میرے ذمہ اس کے علاوہ بھی کچھ روزے ہیں؟“۔ آپؐ نے فرمایا: ”نہیں سوائے نفلی روزوں کے جو تم خود خوشی سے رکھنا چاہو“۔ پھر اس کے سوال پر ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کی فرضیت بیان کی“ تو اس نے وہی سوال دہرایا کہ ”کیا فرض زکوٰۃ کے علاوہ بھی میرے ذمہ کچھ ہے؟“۔ آپؐ نے فرمایا: ”نہیں، سوائے اس کے کہ تم از خود خوشی سے کوئی صدقہ دینا چاہو“۔ اس پر وہ شخص یہ کہتے ہوئے چل دیا کہ ”خدا کی قسم! میں نہ تو اس سے کچھ زیادہ کروں گا اور نہ کم“۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر اس نے سچ کہا ہے تو یہ کامیاب ہو گیا۔“

(بخاری کتاب الایمان باب زکوٰۃ من اللہ)

معاویہ بن حکمؓ بیان کرتے ہیں: ”ایک دفعہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرنے کا موقع ملا۔ اس دوران ایک آدمی کو چھینک آ گئی۔ مَیں نے نماز میں ہی کہہ دیا 'یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ کہ اللہ آپ پر رحم کرے'۔ لوگ تعجب سے مجھے دیکھنے اور اپنی رانوں پر ہاتھ مارنے لگے۔ میں نے محسوس کیا کہ مجھے خاموش کرانے کے لیے ایسا کر رہے ہیں۔ میں خاموش ہو گیا، نماز کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا۔ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، میں نے آپؐ سے بہتر تعلیم دینے والا کوئی انسان نہیں دیکھا۔ آپؐ نے نہ مجھے مارا اور نہ بُرا بھلا کہا، صرف اتنا فرمایا: ”نماز کے دوران کوئی اور بات کرنا جائز نہیں ہے۔ نماز تو ذکر الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی تعریف اور بڑائی کے اظہار پر مشتمل ہوتی ہے“

(مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ:836)

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ ایک اعرابی نماز میں دعا کرتے ہوئے کہنے لگا: ”اے اللہ! مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کرنا اور ہمارے ساتھ اور کسی پر رحم نہ کرنا“۔ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کو سمجھایا کہ: ”دعا تو ایک بہت وسیع چیز ہے، تم نے اس کے آگے منڈیر کھڑی کر دی ہے، یعنی اللہ کی رحمت کے آگے بند باندھنا ہرگز مناسب نہیں“

(بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس)

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زیر تربیت لوگوں کو تربیتی نصائح کرتے جہاں دلائل دیتے وہاں اِن کے لیے دعا بھی کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک نوجوان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زنا کی اجازت مانگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھانپ گئے کہ اس نوجوان نے گناہ کا ارتکاب کرنے کی بجائے جو اجازت مانگی ہے اس میں سعادت کا کوئی شائبہ ضرور باقی ہے۔ آپؐ نے کمال شفقت سے اسے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تمہیں اپنی ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی اور خالہ سے زنا کرنا اچھا لگے گا اس نے کہا: ”نہیں، خدا کی قسم! ہرگز نہیں“۔ آپؐ نے فرمایا: اسی طرح باقی لوگ بھی اپنی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، پھوپھیوں اور خالاؤں کے لیے زنا پسند نہیں کرتے۔ مقصود یہ تھا کہ جو بات تمہیں اپنے عزیز ترین رشتوں میں گوارا نہیں، وہ دوسرے لوگ کیسے گوارا کریں گے اور کوئی اس کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نوجوان پر دست شفقت رکھ کر دعا کی: ”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَہٗ وَطَھِّرْ قَلْبَہٗ وَحُصِّنْ فَرْجَہٗ یعنی اے اللہ! اس نوجوان کی غلطی معاف فرما، اس

کے دل کو پاک کردے، اسے باعصمت بنادے"۔ اس نوجوان پر آپؐ کی اس عمدہ نصیحت کے ساتھ دعا کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ اس نے بدکاری کا خیال ہی دل سے نکال دیا اور پھر کبھی اس طرف اس کا دھیان نہیں گیا۔

(مسند احمد جلد 5 صفحہ 256 مطبوعہ بیروت)

سبحان اللہ! کیا پیار کرنے والا مربّی اعظم انسانیت کو عطا ہوا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ صحبت اور بابرکت مجالس تربیت کا بہترین موقع ہوتی تھیں۔ اس لیے قرآن کریم میں نبی کی صحبت کو روحانی زندگی بخش قرار دیا ہے، جیسا کہ فرمایا: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ...... یعنی اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی بات سنو جب کہ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے پکارے۔ اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی نیک مجالس میں شرکت کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ "ایک مجلس میں تین آدمی آئے۔ ان میں سے ایک تو مجلس میں آگے خالی جگہ دیکھ کر توجہ سے بات سننے کے لیے آگے بڑھا، دوسرے کو جہاں جگہ ملی پیچھے ہی بیٹھ گیا اور تیسرا پیٹھ پھیر کر واپس چلا گیا"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: "ان لوگوں کے رویے کے مطابق خدا تعالیٰ نے ان سے سلوک کیا۔ جو آگے بڑھا، اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی پناہ میں لے لیا۔ دوسرا جو حیا کرتے ہوئے پیچھے ہی بیٹھ گیا، اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے حیا و مغفرت کا معاملہ کیا۔ جو منہ پھیر کر چلا گیا، اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا"

(بخاری کتاب العلم، باب من قعد حیث ینتھی بہ المجلس)

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی سادہ مثالوں اور کہانیوں کے ذریعہ تربیت کرتے اور بات ذہن نشین کرانے کے لئے آسان فہم طریق اپناتے جیسے اصلاح معاشرہ کے حوالے سے نیکی کی تحریک کرنے اور برائی سے نہ روکنے کی مثال یوں دی کہ "کچھ لوگ کشتی میں سفر کر رہے ہوں، ان میں سے ایک آدمی کشتی میں سوراخ کرنے لگے اور دوسرے اسے نہ روکیں تو بالآخر کشتی ڈوب کر رہے گی اور سب ہلاک ہوں گے"

(بخاری کتاب الشرکہ)

یہی حال اس معاشرہ میں بدی سے روکنے اور نیکی کی تحریک کا اہتمام نہ کرنے کا ہوتا ہے یعنی کہ معاشرہ گندگیوں سے ڈوب جاتا ہے۔ اسی طرح آپؐ نے پنجوقتہ نمازوں کی مثال ایک نہر سے دی جس میں پانچ وقت انسان نہائے تو جسم پر میل باقی نہیں رہتی۔ فرمایا: "یہی حال نماز کا ہے جس سے انسان کی بخشش و مغفرت کے سامان ہوتے رہتے ہیں۔

(بخاری کتاب الصلوۃ باب الصلوات الخمس کفارۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کی ہمدردی و خدمت کے حوالہ سے مومن کامل کی مثال کھجور کے درخت سے دی ہے اور ایسے دلچسپ انداز میں پیش فرمائی کہ مجلس کے ہر شخص کے ذہن میں بیٹھ گئی۔ پہلے تو آپؐ نے پوچھا کہ "درختوں میں سے وہ درخت کون سا ہے جس کی کوئی چیز ضائع نہیں ہوتی بلکہ ہر چیز کارآمد ہے"۔ صحابہؓ نے جنگل کے سارے درختوں کے نام گنوا دیئے مگر یہ پہیلی بُوجھ نہ سکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ کھجور کا درخت ہے، جس کی مثال مومن کے وجود سے دی جاسکتی ہے۔"

(بخاری کتاب العلم باب الحیاء فی العلم)

یعنی جس طرح کھجور کا درخت تن تنہا میدان یا صحراء میں کھڑا آندھیوں اور طوفانوں کے تھپیڑے برداشت کرتا ہے، اس کا پودا کچھ تقاضا نہیں کرتا مگر دھوپ میں سایہ دیتا ہے، پھل بھی دیتا ہے، اس کے پتے بھی کام آتے ہیں اور تنا بھی۔ اسی طرح مومن کا وجود بھی نافع الناس ہوتا ہے۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں دو آدمی بیٹھے تھے۔ ایک کو چھینک آئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ کر دعا دی۔ دوسرے آدمی کو چھینک آئی تو آپؐ نے اسے دعا نہیں دی۔ اس نے کہا کہ: "فلاں کو چھینک آئی تو آپؐ نے اسے یہ دعا دی کہ 'اللہ تجھ پر رحم کرے' اور مجھے چھینک آئی تو آپؐ نے مجھے یہ دعا نہیں دی"۔ آپؐ نے فرمایا: "اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا تھا تو میں نے جواباً يَرْحَمُكَ اللّٰه کہا اور تم نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہیں کہا اس لئے میں بھی جواب نہیں دیا"

(مسلم کتاب الزھد)

سامعین! حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت کرنے کے سنہری اُصول اور آداب میں سے کوئی نامناسب بات دیکھتے تو حتی الوسع فوراً اسے روکنے کی سعی فرماتے تھے اور جیسا کہ آپؐ کا ارشاد تھا کہ: ’’اگر بُرائی کو ہاتھ سے روک سکتے ہو تو روکو، اس کی توفیق نہ ہو تو پھر زبان سے نصیحت کرو ورنہ کم سے کم دل سے روکو، یعنی اسے بُرا ہی سمجھو اور اس کے لئے دعا کرو‘‘۔

(ترمذی کتاب الفتن باب فی تغیر المنکر بالید)

حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد حضرت فضل بن عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے بیٹھے تھے۔ خثعم قبیلہ کی ایک عورت کوئی مسئلہ دریافت کرنے آئی۔ فضل اس کی طرف اور وہ عورت فضل کی طرف دیکھنے لگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل کی گردن پکڑ کر اس کے چہرے کا رخ دوسرے طرف موڑ دیا۔

(بخاری کتاب المناسك باب حج المراۃ عن الرجل)

لیکن جہاں ہاتھ سے روکنا پسندیدہ نہ ہو وہاں نصیحت فرما کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہو جاتے تھے۔

اے اللہ! تو ہمیں ان نصائح پر عمل کر کے اپنی دنیا اور آخرت کو سنوارنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَغَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَنْزِلْ عَلَيْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَى الْاَبَدِ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَاَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَيْرِ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

(اس تقریر کی تیاری میں مکرم چوہدری ناز احمد ناصر آف لندن کے تین مضامین سے استفادہ کیا گیا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)

✡✡✡✡